بحث و نظر

حصص اور سرٹیفکیٹوں پر زکوٰۃ

یوسف القرضاوی

آج کے دور میں صنعتی اور تجارتی ترقیات کے نتیجے میں راس المال کی بہت سی نئی صورتیں نکل آئی ہیں جن کو حصص اور سرٹیفکیٹس CERTIFICATES DEBENTURES کہا جاتا ہے۔ ان کاغذی مالیت کی رسیدوں پر خاص بازاروں STOCKE EXCHANGE MARKETS میں تجارتی معاملات اور لین دین کیے جاتے ہیں اور انہیں اسٹاک ایکسچینج کہا جاتا ہے۔

ان رسیدوں حصص اور سرٹیفکیٹوں کو ماہرین مالیات "FINANCE EXPERTS منقولہ مالیت" کہتے ہیں اور راس کی وقتاً فوقتاً آمدنی پر منقولہ مالیت کی آمدنی کا ٹیکس، عائد ہوتا ہے اور بعض ماہرین مالیات نے یہ تجویز کیا ہے کہ ان کی اصل مالیت پر بھی حثیت راس المال کے ٹیکس ہونا چاہئے۔[1]

حصص اور سرٹیفکیٹس میں فرق

شراکت پر مبنی بڑی کمپنیوں کے راس المال CAPITAL کے جزئی ملکیت کے حقوق حصص کہلاتے ہیں۔ ان میں ہر حصہ راس المال کے اجزاء کا برابر کا حصہ ہوتا ہے۔

سرٹیفکیٹ بنک کا یا حکومت یا کمپنی کا لکھا ہوا وہ معاہدہ ہوتا ہے جس کی بنیاد پر وہ اس سرٹیفکیٹ کے حامل HOLDERS کو ایک مقرر تاریخ پر اس سرٹیفکیٹ کی قرض دی ہوئی رقم پر ایک مقررہ فائدہ INTERSTS دینے کا پابند ہو جاتا ہے۔

بہر حال سرٹیفکٹس اور حصص میں کئی فرق ہیں۔

---

(۱) ڈاکٹر سعد حمزہ ماہر : موارد الدولۃ 'الضرائب علی راس المال' ص۔۱۸۰

حصص SHARES بنک یا کمپنی کے راس المال کے ایک حصہ کو ظاہر کرتے ہیں۔ جبکہ سر ٹیفکیٹس یہ ظاہر کرتے ہیں کہ اس قدر رقم کمپنی، بنک یا حکومت کے ذمے قرض ہے۔

حصص میں کمپنی یا بنک کے ہونے والے فائدہ کا حصہ اسی مقدار سے کم و بیش ملتا ہے جس مقدار سے فائدہ ہوا ہو اور اگر کمپنی یا بنک کو خسارہ ہو جائے تو خسارہ کا حصہ بھی ان حصص کی طرف منتقل ہوتا ہے۔ جبکہ سر ٹیفکٹس میں ایک مقررہ مقدار پر فائدہ INTEREST ملتا ہے جو کم و بیش نہیں ہوتا۔

سر ٹیفکیٹ کا حامل حکومت، بنک یا کمپنی کا قرض خواہ ہوتا ہے اور حصص کا حامل بنک یا کمپنی کے اس جز کا حصہ دار ہوتا ہے۔

سر ٹیفکٹ کی ادائیگی (یا بھنانے کی) ایک مدت مقرر ہوتی ہے اور حصص کی ادائیگی کمپنی کے تصفیہ CLEARANCE کے وقت ہوتی ہے

بہر حال سر ٹیفکٹس ہوں یا حصص ہوں ان کی ایک قیمت تو وہ ہوتی ہے جو ان کے اجزاء کے وقت ہوتی ہے اور جو ان پر لکھی ہوئی ہوتی ہے اور ایک ان کی وہ قیمت ہوتی ہے جو اسٹاک ایکسچینج مارکیٹ STOCKE EXCHANGE MARKET میں متعین ہوتی ہے، اور دیگر اشیاء کی طرح ان کا دونوں قیمتوں کے لحاظ سے کاروبار ہوتا ہے، اور لوگ انہی کی خرید و فروخت کا کاروبار بنا لیتے اور اس پر فائدہ (منافع) حاصل کرتے ہیں ، اور طلب و رسد کے تحت اسٹاک ایکسچینج کے بازار کی قیمتیں گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں، بلکہ ملک کے سیاسی حالات، مالی مراکز کی صورت حال کمپنی کا نفع میں جانا اور ان حصص اور سر ٹیفکٹس پر اصل اور حقیقی ہونے والا فائدہ بھی قیمتوں کے اتار چڑھاؤ پر اثر انداز ہوتا رہتا ہے۔ اور اس سے بھی بڑھ کر جنگ و امن کے بین الاقوامی حالات بھی ان کی قیمتوں پر اثر انداز ہوتے ہیں۔

جو کچھ ہم نے ذکر کیا اس سے معلوم ہوا کہ حصص کے اجزاء ان کی ملکیت، ان کی خرید و فروخت اور ان سے معاملات حلال ہیں اور ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشر طیکہ جس کمپنی نے وہ حصص جاری کئے ہیں وہ شرعاً کوئی ممنوع کام مثلاً شراب سازی یا اس کی خرید و فروخت ، یا قرض کے لین دین میں سودی کاروبار نہ کر رہی ہو۔

بہر حال ان کا شرعی حکم خواہ کچھ ہو یہ بھی حصص کی طرح حامل HOLDER کا راس

السال ہوتے ہیں اوراس کی ملکیت ہوتے ہیں۔ تو وہ ان پر کس طرح زکوٰۃ ادا کرے۔

کمپنیوں کے حصص پر کس طرح زکوٰۃ دی جائے؟

اگرچہ علماء نے سرٹیفکٹس کے بارے میں کم ہی تحریر کیا ہے، لیکن بہر حال ان کے دو نقطہ ہائے نظر ہیں۔

پہلا نقطہ نظر

اس نقطہ نظر کے تحت پہلے یہ دیکھنا ہے کہ کمپنی کی اپنی نوعیت کے لحاظ سے یہ حصص تجارتی ہیں یا صنعتی یا دونوں کا امتزاج ہیں۔ اوراس اعتبار سے کمپنی کی نوعیت کے پیش نظر ان حصص پر زکوٰۃ یا عدم زکوٰۃ کا فیصلہ ہوگا۔ یہ نقطہ نظر شیخ عبدالرحمن عیسیٰ نے اپنی کتاب **المعاملات الحدیثہ واحکامھا** میں اختیار کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ۔

> بہت سے لوگوں کو حصص پر زکوٰۃ کا حکم معلوم نہیں ہے۔ کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے جو کہ غلط ہے اور کچھ لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ ہر قسم کے حصص پر زکوٰۃ ہے لیکن یہ بھی غلط ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ کمپنیوں کے حصص کا مسئلہ ان کمپنیوں کی نوعیت پر موقوف ہے۔
>
> اگر حصہ داری کمپنیاں محض صنعتی ہوں اور وہ خود تجارتی عمل نہ کرتی ہوں جیسے رنگ ساز کمپنیاں، ہوٹلوں کو چلانے والی کمپنیاں، ایڈورٹائزنگ کمپنیاں' ٹرانسپورٹ کمپنیاں، بری اور بحری ٹرانسپورٹ کمپنیاں، ٹرام کمپنیاں، اور ہوائی کمپنیاں..... ان کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے، اس لئے کہ ان حصص کی قیمت ان آلات، اداروں، عمارتوں اور ان کے متعلقہ کاموں میں لگی ہوئی ہوتی ہے۔
>
> البتہ ان حصص پر ہونے والے منافع پر حصہ داروں کے دیگر مال کے ساتھ ضم ہو کر سال گزرنے پر اوربقدر نصاب ہونے پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔
>
> اور اگر حصہ داری کمپنیاں محض تجارتی کمپنیاں ہوں اور سامان کی خرید و فروخت ان میں کوئی ردوبدل کئے بغیر کرتی ہوں، مثلاً مصری مصنوعات کی

فروخت کی کمپنی بیرونی بر آمد در آمد کی کمپنیاں اور خام مال خرید کر اوراس کو مصنوعات میں ڈھال کر فروخت کرنے والی تجارتی کمپنیاں، مثلاً پیڑول، روئی' پٹ سن اور ریشم وغیرہ کاکاروبار کرنے والی کمپنیاں، اور لوہے اور کیاوی چیزوں کاکاروبار کرنے والی کمپنیاں۔

ان کمپنیوں کے جاری کردہ حصص پر زکوٰۃ واجب ہے..... یعنی مدار زکوٰۃ یہ ہوا کہ حصص جاری کرنے والی کمپنیاں تجارتی ہوں خواہ ان کے دائرہ عمل میں صنعت داخل ہو یا نہ داخل ہو۔

ان حصص کی موجودہ قیمت کا اندازہ ان کمپنیوں کی ملکیتی عمارتوں ، آلات اور اوزاروں کی قیمت وضع کر کے کیا جائے گا- ان آلات وغیرہ کی قیمت کم وبیش راس المال کا چوتھائی ہو سکتی ہے ، قیمت کی یہ شرح حصص میں سے کم کر کے باقی پر زکوٰۃ عائد ہوگی۔

اور کمپنیوں کے سال بسال جو حسابات اخبارات میں شائع ہوتے ہیں ان کی مدد سے کمپنیوں کے آلات واوزار عمارتوں کی قیمتوں کا تعین ہو سکتا ہے۔(۱)

حصص پر زکوٰۃ کے بارے میں مندرجہ بالا رائے اسی مشہور استدلال پر مبنی ہے کہ منافع بخش عمارتوں اور کارخانوں اور غیر تجارتی نفع بخش راس المال پر زکوٰۃ نہیں ہے یعنی ہوٹلوں' موٹروں، ٹراموں اور ہوائی جہازوں پر زکوٰۃ نہیں ہے نہ ان کے راس المال پر اور نہ ان کے منافع پر جس طرح کہ مال تجارت کے راس المال اور منافع دونوں پر زکوٰۃ واجب ہوتی ہے اور زرعی پیداوار کے صرف منافع پر زکوٰۃ ہوتی ہے۔

اس مذکورہ اساس میں مندرجہ بالا رائے کے اعتبار سے ان صنعتی کمپنیوں میں جو تجارتی معاملات نہ کرتی ہوں اور دیگر (کمپنیوں) میں فرق ہو گیا ہے کہ پہلی قسم کی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہے اور دوسری کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ ہے۔

اس کا مطلب یہ ہوا کہ اگر ایک شخص ایک ہزار دینار کے درآمد و برآمد کی کمپنی کے دو سو

---

(۱) المعاملات الحدیثۃ : ص۔ ۷۳۔ ۷۴

حصص خریدے اور دوسرا شخص ایک ہزار دینار کے کسی پبلشنگ کمپنی کے دوسو حصص خریدے' تو پہلے شخص پر اپنے دوسو حصص پر اور ان کے فوائد پر سامان وغیرہ کی قیمت وضع کر کے ہر سال زکوٰۃ واجب ہوگی جیسا کہ سامان تجارت پر ہوتی ہے۔ جبکہ دوسرے شخص کے حصص پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہوگی یہ رقم آلات اور عمارت وغیرہ میں لگی ہوئی ہے اور ان حصص پر حاصل شدہ منافع پر بھی فوری طور پر کوئی زکوٰۃ نہ ہوگی الا یہ کہ وہ خود بقدر نصاب ہو یا دوسرے مال کے ساتھ مل کر بقدر نصاب ہو جائے اور اس پر سال گزر جائے تو اس منافع پر زکوٰۃ ہوگی لیکن اگر اس نے اس منافع کو سال گزرنے سے پہلے ہی خرچ کر لیا تو اس پر کوئی زکوٰۃ نہیں ہے۔

اس طرح اس شخص پر سالہا سال گزر جانے کے باوجود زکوٰۃ نہیں آئے گی اور پہلا شخص ہر سال حصص پر بھی اور ان کے منافع پر بھی زکوٰۃ ادا کرتا رہے گا..... اور یہ ایسی بات ہے جو اسلامی شریعت کے عدل وانصاف کے برخلاف ہے۔

منافع بخش عمارتوں اور کارخانوں وغیرہ کے بارے میں تقلیدی رائے کے برعکس ہماری یہ تین آراء ہیں۔ اور آخری رائے کو ترجیح دی گئی ہے۔

(۱) ان منافع کو مال تجارت مقصود کر کے ہر سال انکی قیمت کا حساب کر کے (چالیسواں حصہ) زکوٰۃ دی جائے۔

(۲) منافع کو مال مستفاد متصور کر کے ان پر زکوٰۃ نقود ادا کی جائے۔

(۳) ان منافع کو زرعی پیداوار پر قیاس کر کے خالص آمدنی پر عشر یا نصف عشر زکوٰۃ دی جائے۔

حقیقت یہ ہے کہ صنعتی اور تجارتی کمپنیوں میں ایسے فرق کی کوئی اساس کتاب وسنت اجماع اور قیاس سے فراہم نہیں ہو سکتی جس کی بنا پر صنعتی کمپنیوں پر زکوٰۃ نہ ہو اور تجارتی کمپنیوں پر زکوٰۃ ہو۔

اسی طرح کوئی وجہ نہیں ہے کہ تجارتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ لی جائے اور صنعتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہ ہو ، حالانکہ دونوں ہی کمپنیوں کے حصص راس المال ہیں اور ہر سال نفع دیتے ہیں بلکہ بسا اوقات کمپنی کے حصص کے فوائد تجارتی کمپنی کے حصص کے فوائد سے بڑھ جاتے ہیں۔

اگر ہم حصص کو اس نقطہ نظر سے دیکھیں کہ وہ تجارتی کمپنی کی نوع کے تابع ہو کر اس کے راس المال کا ایک حصہ ہوتے ہیں تو میں یہاں یہ رائے اختیار کروں گا کہ کمپنیوں سے افراد کا سا معاملہ کیا جائے یعنی جب کارخانے اور تجارت گاہیں افراد کی ملکیت میں ہوں۔ اس صورت میں ان صنعتی کمپنیوں کے حصص پر زکوٰۃ نہیں ہوگی جن کا راس المال عمارتوں اور آلات اور اوزاروں وغیرہ میں لگا ہوا ہوتا ہے۔ مثلاً مطابع، کارخانے، ہوٹل، اور ٹیکسیاں وغیرہ۔ بلکہ ان کے حصص کی خالص آمدنی پر عشر زکوٰۃ لازم ہوگی، جیسا کہ ہم منافع بخش اشیاء کے بیان میں ذکر کر چکے ہیں اور جیسا کہ ہم کارخانے اور ہوٹل پر اس صورت میں زکوٰۃ عائد کرتے ہیں جبکہ وہ افراد کی ملکیت ہوں۔

تجارتی کمپنیاں جن کا اصل راس المال ان منقولات کی صورت میں ہوتا ہے جن کی تجارت ہوتی ہے اور جو خود باقی نہیں رہتی ہیں تو ان کمپنیوں کے حصص پر ان کی بازار کی قیمت کے اعتبار سے، اور منافع سمیت، اثاث ثابت (مستقل سامان) کی قیمت وضع کر کے ڈھائی فیصد زکوٰۃ عائد ہوگی۔ تاکہ زکوٰۃ گردش میں آئے جو متحرک راس المال پر ہے اور یہی تجارتی کمپنیوں کا معاملہ افراد کی ملکیت میں موجود تجارت گاہوں BUSINESS CENTERS پر ہوگا۔

سرٹیفکیٹس پر زکوٰۃ

سرٹیفکٹس پر زکوٰۃ کے بارے میں شیخ عبدالرحمٰن تحریر کرتے ہیں کہ سرٹیفکٹ بنک کمپنی یا حکومت پر قرض کی ایک رسید ہوتی ہے جس میں حامل کے حق میں ایک محدود مقرر منافع کی ضمانت ہوتی ہے۔ گویا سرٹیفکٹ کا مالک دین موجل (قرض جس کی ادیگی کی مدت متعین ہو) کا مالک ہے کہ جب یہ مدت قرض پوری ہوگی رقم اس کے پاس آجائے گی اور اس وقت اگر سال گزر گیا ہو زکوٰۃ واجب ہوگی..... اور یہ دین موجل کے بارے میں امام مالک اور امام ابو یوسف کا مسلک ہے۔

لیکن اگر اس (سرٹیفکٹ) کی ادائیگی کا وقت نہ آیا ہو تو اس پر زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے کہ وہ دین موجل ہے اسی طرح اگر اس کی ملکیت پر سال نہ گزرا ہو تو بھی زکوٰۃ نہیں ہے اس لئے کہ وجوب زکوٰۃ کے لئے سال گزرنا بھی شرط ہے، ہم پہلے ہی بیان کر چکے ہیں کہ دین مرجو...... جو قرض ایسے مالدار آدمی پر ہو جو قرض کا اعتراف کرتا ہو...... کے بارے میں صحیح قول یہ ہے کہ ہر سال اس کی زکوٰۃ ادا کی جائے گی۔ ابو عبید اور جمہور فقہاء کا یہی قول ہے۔ اس لئے کہ دین مرجو PROMISING DEBT ایسا ہی ہے جیسے مالک کے اپنے قبضہ میں ہو۔

اس قول سے سرٹیفکٹ کے بارے میں وضاحت ہو جاتی ہے اس لئے کہ یہ خاص قرض ہیں اور ان قرضوں سے مختلف ہیں جن سے ہمارے فقہاء متعارف رہے ہیں، اس لئے کہ ان سے قرض دہندہ کو فائدہ بھی حاصل ہوتا ہے اگرچہ یہ فائدہ INTEREST حرام ہوتا ہے لیکن حرمت سے زکوٰۃ پر چھوٹ نہیں ملتی بلکہ فقہاء کا اس امر پر اجماع ہے کہ حرام زیوارت پر زکوٰۃ ہے جبکہ حلال زیوارت پر زکوٰۃ ہونے کے بارے میں ان کے مابین اختلاف ہے۔

دوسرا نقطہ نظر حصص کو سامان تجارت تصور کرنا:

پہلے ہمارے بیان کردہ نقطہ نظر کے علاوہ ایک اور نقطہ نظر یہ ہے کہ حصص کو ان کی کمپنیوں کے تابع کر کے نہ دیکھا جائے اور اس طرح ان کے حکم میں فرق نہ کیا جائے بلکہ سب ہی کو ایک ہی نقطہ نظر سے دیکھا جائے اور جاری کرنے والی کمپنی سے قطع نظر انھیں ایک ہی حکم کے تحت لایا جائے۔

چنانچہ ہمارے اساتذہ ابوزہرہ، عبدالرحمٰن حسن اور خلاف کی رائے یہ ہے کہ حصص اور سرٹیفکیٹس مال برائے تجارت ہیں اور ان کا مالک خرید و فروخت کے ذریعے ان کی تجارت کرتا اور ان سے اس طرح کسب کرتا ہے جس طرح تاجر اپنے سامان پر کسب کرتا ہے اور جو قیمت حقیقی اس کی بازار میں معین ہوتی ہے وہ اس کی لکھی ہوئی قیمت سے مختلف ہوتی ہے، اس لحاظ سے یہ سامان تجارت ہو گئے اور تمام اموال تجارت کی طرح محل زکوٰۃ بن گئے۔ اور ان میں بھی وہی لحاظ

ہو گا جو کہ سامان تجارت میں ہوتا ہے۔[۱]

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سال کے اختتام پر سرٹیفکیٹ کی بازاری قیمت کے حساب سے اور اس کے منافع کے لحاظ سے ڈھائی فیصد زکوٰۃ ہوگی، بشرطیکہ یہ قیمت اور اس کا منافع بقدر نصاب ہو جائیں یا پہلے سے موجود مال سے مل کر بقدر نصاب ہو جائیں۔ پھر اس میں سے حقیقی اور اصل ضرورتوں کی مقدار وضع کی جائے گی یعنی بایں صورت کہ اس کے حامل کے پاس ان سرٹیفکیٹس کے علاوہ کوئی ذریعہ آمدن نہ ہو، مثلاً کوئی بیوہ اور یتیم ہو اس کے بعد باقی منافع اور اصل مالیت پر زکوٰۃ لازم آئے گی۔

شاید یہ نقطہ نظر پہلے سے زیادہ موزوں اور مناسب اور افراد کی ضرورتوں کے زیادہ مطابق ہے کہ ہر حصہ دار کو اپنے حصص اور ان پر حاصل شدہ منافع معلوم ہوتا ہے اور وہ باآسانی ان پر زکوٰۃ نکال سکتا ہے۔

بخلاف پہلے نقطہ نظر کے اس میں مختلف کمپنیوں کے حصص میں فرق کیا گیا ہے کہ بعض کی آمدنی پر زکوٰۃ ہے اور بعض کی اصل قیمت اور منافع دونوں پر زکوٰۃ ہے۔ جس میں ایک عام آدمی کے لئے خاصی مشکلات COMPLICATION موجود ہیں۔

اس لئے ہماری رائے میں اس دوسرے نقطہ نظر کو اختیار کرنا زیادہ موزوں ہے کہ یہ حساب

حلقۃ الدراسات الاجتماعیہ.. الدورۃ الثالثۃ: ص ۲۴۲

یہاں یہ بات قابل توجہ ہے کہ ان اساتذہ نے حصص اور سرٹیفکٹس کو یکساں سطح پر رکھا ہے اور سرٹیفکٹس کے دین موجل ہونے کے لحاظ سے ان کے حکم میں فرق نہیں کیا ہے جس طرح کہ (المعاملات الحدیثۃ) کے مصنف نے کیا ہے۔ اور یہ ایک معاملہ ہی صحیح نقطہ نظر ہے۔ یہاں پر ایک شبہ ذکر کر کے انہوں نے اس کا جواب بھی دیا ہے کہ کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ سرٹیفکیٹس قرض ہیں، جو ایک قرض خواہ سے دوسرے کو منتقل ہوتے رہتے ہیں اور اس طرح یہ قرض اس کو منتقل ہو جاتا ہے، جس پر کہ درحقیقت قرض نہیں ہے اور جو بیشتر فقہاء کے نزدیک جائز نہیں ہے اور اس میں خبث بھی موجود ہے۔

ہم کہتے ہیں کہ یہ سرٹیفکیٹس دراصل سامان تجارت بن جاتے ہیں اگر ہم ان سے زکوٰۃ رفع کرلیں کہ اس میں حرمت موجود ہے تو لوگ اس کی خریداری پر ٹوٹ پڑیں گے اور اس طرح حرام پر آمادہ کرنا ہوگا۔ نیز یہ کہ صدقات میں کسب خبث کا صرف شرعاً ممنوع نہیں ہے بلکہ اسے صرف کیا جانا چاہئے، اگرچہ وہ یہ بھی نہ جانتا ہو کہ کسی شخص سے اس نے بغیر حق لیا ہے جیسا کہ فقہا کا یہ عمومی قاعدہ ہے۔

میں بھی زیادہ سہل ہے۔ لیکن اگر کوئی "اسلامی حکومت" کمپنیوں سے خود زکوٰۃ وصول کرے تو اس صورت میں میری نظر میں پہلی رائے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم!

کیا کمپنیوں کی آمدنی پر زکوٰۃ مع حصص لی جائے گی؟

اگر ہم حصص کو تجارتی راس المال متصور کر کے ان پر زکوٰۃ عائد کریں تو کیا خود کمپنیوں پر بھی ان کی آمدنی پر زکوٰۃ ہو گی جبکہ ان کا راس المال یہی حصص ہوتے ہیں۔

ابو زہرہ اور ان کے دونوں ساتھی فرماتے ہیں کہ حصص اور سر ٹیفکیٹس کے تجارت کنندگان پر جو زکوٰۃ ہوتی ہے وہ کمپنیوں پر عائد زکوٰۃ سے مختلف ہوتی ہے ، کیونکہ کمپنیوں پر زکوٰۃ اس پہلو سے عائد ہوتی ہے کہ صنعت کے ذریعے اموال شرکت نامی بن گئے ہیں۔ جبکہ حصص جن کی تجارت کی جارہی ہے وہ سامان تجارت ہونے کے لحاظ سے نامی ہیں۔

دومرتبہ زکوٰۃ عائد کرنا ممنوع ہے

مندرجہ بالا رائے کے اعتبار سے اگر ایک شخص کے پاس کسی صنعتی کمپنی کے ایک ہزار دینار کے حصص ہوں ، جو اسے سال کے آخر میں دو سو دینار خالص منافع دیں ، تو وہ ۱۲۰۰ دینار کی مجموعی مالیت پر ڈھائی فی صد یعنی تیس دینار ادا کرے گا۔

مگر جب کمپنی کے خالص منافع پر حساب عشر ۱/۱۰ زکوٰۃ لی جائے گی تو اس ایک ہزار دینار اور اس کے منافع پر دومرتبہ زکوٰۃ آجائے گی۔ یعنی حصص کے مالک سے ایک مرتبہ تاجر کی حیثیت میں زکوٰۃ لی گئی اور اس کے حصص کی مالیت اور منافع پر ڈھائی فیصد زکوٰۃ لے لی اور دوسری مرتبہ پیداوار کرنے والے کی حیثیت میں زکوٰۃ لی گئی اور اس کے منافع پر زکوٰۃ لے لی یا دوسرے الفاظ میں کمپنی کی آمدنی پر عشر (۱/۱۰) لے لیا۔

اور ایسا ازدواج (دومرتبہ ایک ہی مال پر ایک ہی سال میں زکوٰۃ عائد ہونا) از روئے شریعت ممنوع ہے۔

ہمیں دونوں زکوٰۃ میں سے کوئی ایک لینی ہو گی یا تو ہم حصص کی قیمت اور ان کے منافع پر چالیسواں حصہ زکوٰۃ لیں یا کمپنی کی آمدنی پر عشر لیں۔